فقہ حنفی کی چند اِہم اور بنیادی کتابیں

[......ایک اجمالی تعارف......]

مولانا مفتی عبدالرشید رحمہ اللہ

سابق استاذ الحدیث جامعہ مدنیہ، لاہور

السیر الکبیر:

یہ بھی امام محمد رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔ موصوف کو جب ان کی تصنیف ''سیر صغیر'' پر امام اوزاعی رحمہ اللہ کا تبصرہ معلوم ہوا تو پھر انہوں نے ایک مبسوط اور مفصل کتاب اسی موضوع پر تحریر فرمائی، جس کے بارے میں امام اوزاعی نے فرمایا تھا کہ اہل عراق کو ''سیر'' کے مسائل کا کیا علم؟ یہ کتاب جب امام اوزاعی کو پہنچی تو انہوں نے اس کا مطالعہ کیا اور متحیر اور ششدر ہو کر فرمایا کہ اگر اس کتاب میں احادیث مبارک نہ ہوتیں تو میں کہتا کہ یہ شخص علم خود تیار کر لیتا ہے۔ یہ کتاب امام شمس الائمہ سرخسی کی شرح کے ساتھ ۴ جلدوں میں طبع ہو چکی ہے۔

کتاب الأصل:

یہ امام محمد رحمہ اللہ کی سب سے پہلی تصنیف ہے اور اسی بنا پر اس کا نام ''الاصل'' رکھا گیا ہے۔ یہ درحقیقت امام محمد رحمہ اللہ کی متعدد تصانیف کا مجموعہ ہے۔ امام موصوف نے مختلف ابوابِ فقہ پر ایک ایک مستقل کتاب تحریر فرمائی تھی، مثلاً کتاب الصلوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ، وغیرہ اس طرح تقریباً ۶۰ کتاب تالیف فرمائی تھیں۔ ان ہی کا مجموعہ ''کتاب الاصل'' کہلاتا ہے۔ اسی کتاب کو دیکھ کر اہلِ کتاب میں سے ایک حکیم یہ کہہ کر مسلمان ہو گیا تھا کہ ''ھذا کتاب محمد کم الاصغر، فکیف کتاب محمد کم الاکبر'' یعنی یہ تمہارے چھوٹے محمد کی کتاب ہے، تو تمہارے بڑے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب کا کیا حال ہوگا اور یہی وہ کتاب ہے جسے امام شافعی رحمہ اللہ نے حفظ کیا تھا اور پھر اسی نہج پر اپنی کتاب ''الام'' کو تالیف فرمایا۔ یہ کتاب پانچ ضخیم جلدوں میں اب پاکستان میں طبع ہو گئی ہے۔ دیگر کتابوں کی بہ نسبت زیادہ مفصل ہونے کے باعث اس کو ''مبسوط'' بھی کہا جاتا ہے۔

الجامع الصغیر:

یہ بھی امام محمد رحمہ اللہ کی تالیف ہے اس کا سبب تالیف یہ ہوا کہ امام ابو یوسف (المتوفی ۱۸۲ھ/۷۹۸ء نے امام محمد سے فرمایا کہ جو مسائل امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے، میری روایت سے تم کو پہنچے ہیں ان کو یکجا جمع کر دو۔ امام محمدِ نے یہ کتاب مرتب فرما کر پیش فرما دی، اس میں ۱۵۳۲ مسائل درج ہیں۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے دیکھ کر تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ میری روایت کو خوب یاد رکھا، لیکن ۳ مسائل میں تم نے غلطی کی ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا میں نے

غلطی نہیں کی، بلکہ آپ اپنی روایت بھول رہے ہیں۔امام ابو یوسف رحمہ اللہ باوجود جلالت شان کے اس کا تب کو سفر و حضر میں اپنے سے جدا نہیں کرتے تھے۔ یہ کتاب بھی پہلی بار ٹائپ پر کراچی سے حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔

الجامع الکبیر:

یہ بھی امام محمد رحمہ اللہ کی تصنیف ہے، لیکن دیگر کتابوں کی بہ نسبت یہ زیادہ دقیق ہے، بغیر کسی محقق آدمی کی مفصل شرح دیکھے ہوئے، بات کی تہ تک پہنچنا دشوار ہے۔ اس لیے اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس کی مثال ایسی ہے، جیسے کوئی شخص بلندی پر گھر تعمیر کرے اور ساتھ ساتھ سیڑھیاں بناتا جائے، جب اس کی تعمیر مکمل ہو جائے تو نیچے اتر کر سب سیڑھیاں توڑ ڈالے اور کہے کہ لیجیے چڑھیے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ شاید امام محمد رحمہ اللہ نے اس کو اس لیے تالیف فرمایا تھا تاکہ یہ ایک کسوٹی بن جائے۔ فقہا کی عظمت کو معلوم کرنے اور ان کے ملکہ استنباط کو دریافت کرنے کے لیے یہ کتاب بہت اہم ہے۔ اس لیے بڑے بڑے فقہا نے اس کی شرح لکھی ہے۔ یہ کتاب لاہور سے طبع ہو چکی ہے۔

زیادات:

یہ بھی امام محمد رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ امام قاضی خان نے یہ ذکر فرمائی ہے کہ "جامع کبیر" کی تصنیف کے بعد کچھ اور مسائل کا ذکر موصوف نے مناسب جانا تو ان کو علیحدہ مستقل صورت میں جمع فرمادیا اور اس کا نام رکھ دیا ''زیادات'' پھر اس کی تکمیل کے بعد مزید کچھ مسائل الزیادات کے نام سے جمع فرمائے۔ ''زیادات الزیادات'' بہت مختصر کتاب ہے، کل سات باب ہیں۔ ان دونوں کتابوں کی شرحیں بھی بہت سے اکابر نے لکھی ہے۔ ''زیادات'' تو تاحال غیر مطبوعہ ہے، لیکن ''زیادات الزیادات'' شمس الائمہ سرخسی اور امام ابونصر احمد بن محمد العتابی البخاری المتوفی (۵۸۶ھ، ۱۱۹۰ء) کی شرحوں کے ساتھ لاہور سے طبع ہو چکی ہے۔ چونکہ ''زیادات الزیادات'' دراصل ''زیادات'' ہی کا تکملہ اور تتمہ ہے، اس لئے یہ بھی ''ظاہر الروایۃ'' کتابوں میں شامل ہے۔

کتاب الحجۃ علی أهل المدینة:

یہ بھی امام محمد رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔ اس کا سبب تالیف یہ ہے کہ جب امام محمد رحمہ اللہ مدینہ منورہ علی ساکنہا الصلوۃ والسلام تشریف لے گئے، تاکہ ''موطا'' کا سماع امام مالک رحمہ اللہ سے کریں اور اس دوران وہاں کے دیگر محدثین سے بھی احادیث کا سماع کیا، تو وہاں کے علماء کرام سے ان مسائل پر بحث مباحثہ بھی ہوا، جو احناف اور ان کے درمیان مختلف فیہ تھے۔ اس لئے امام محمد رحمہ اللہ نے اس وقت اپنے مؤقف پر دلائل کتابی صورت میں جمع فرمادیئے، پھر جب آپ مدینہ منورہ سے واپس عراق تشریف لائے تو اس کتاب کو ان کے شاگردوں نے ان سے روایت کیا۔ اس وقت جو نسخہ اس کتاب کا دستیاب ہے، وہ امام محمد رحمہ اللہ کے شاگرد عیسیٰ بن ابان (المتوفی ۲۲۱ھ، ۸۳۶ء) کی روایت سے ہے۔ اس کتاب کا مکمل نسخہ تاحال دستیاب نہیں ہے، جو حصہ دستیاب ہے اندازہ ہے کہ وہ اصل کتاب کا نصف حصہ ہے۔ بہرحال جو حصہ دستیاب ہے، وہ دارالعلوم دیوبند کے سابق مفتی سید مہدی حسن رحمہ اللہ (المتوفی ۱۳۹۶ھ، ۱۹۷۶ء) کی تعلیقات وحواشی کے ساتھ ۴ جلدوں میں لاہور سے بھی طبع ہو چکا ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ کی مندرجہ بالا تمام کتابیں اولاً حیدر آباد دکن کے ادارہ ''دارالمعارف النعمانیہ'' کی طرف سے علامہ ابوالوفاء افغانی رحمہ اللہ کی کوششوں سے

طبع ہوئی تھیں۔ بعد میں جہاں کہیں سے طبع ہوئی ہیں، اسی سابقہ ایڈیشن کی عکسی طباعت ہے۔

تنویر الأبصار

یہ علامہ شمس الدین محمد بن عبداللہ بن احمد الخطیب تمرتاشی الغزی کی تصنیف ہے۔ یہ ایک انتہائی جامع اور مختصر متن ہے۔ یہ فلسطین کے علاقہ "غزہ" کے رہنے والے تھے۔ علامہ ابن نجیم مصری صاحب "البحر الرائق" کے شاگرد تھے۔ علوم دینیہ بالخصوص فقہ وفتاویٰ میں یکتائے روزگار تھے۔ متعدد ضخیم کتابیں اور کئی چھوٹے رسائل آپ کی یادگار ہیں۔ آپ کی تصانیف میں "تنویر الابصار" کو بہت شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی اور متعدد علماء نے اس کی شروح وحواشی لکھے۔ اس کی شرحوں میں سب سے زیادہ مشہور "درمختار" ہے۔ جس کا تعارف اس سے پیشتر ہم کرا چکے ہیں۔ مصنف تنویر الابصار کا انتقال ۱۰۰۴ھ، ۱۵۹۶ء کو ہوا۔

مختصر الوقایه:

امام برہان الشریعۃ محمود بن صدر الشریعۃ الاول نے ایک کتاب "وقایۃ الروایۃ فی مسائل الهدایۃ" اپنے نواسے صدر الشریعۃ الثانی عبیداللہ بن مسعود المتوفی ۷۴۵ھ، ۱۳۴۵/۴ء کے لئے مرتب فرمائی تھی۔ یہ کتاب علماء وفقہاء کے درمیان بہت مقبول ہوئی، متعدد اکابر نے اس کی شرحیں لکھیں۔ خود مصنف کے نواسے صدر الشریعۃ الثانی عبیداللہ بن مسعود نے بھی اس کی شرح لکھی۔ آج کل جب شرح وقایہ کا لفظ بولا جاتا ہے تو انہی کی شرح مراد ہوتی ہے۔ صدر الشریعۃ الثانی نے شرح لکھنے کے علاوہ "وقایۃ الروایۃ فی مسائل الہدایہ" کا ایک اختصار لکھا۔ اس "مختصر الوقایہ" کا نام انہوں نے "نقایہ مختصر الوقایہ" رکھا، یہ متن انتہائی مختصر اور عمدہ ہے اور علماء کرام کے ہاں بہت مقبول ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کی شرح متعدد اکابر علماء نے لکھی ہے، "نقایہ" کی شرحوں میں سے ایک بہت اہم اور نفیس شرح ملا علی قاری (رحمہ اللہ المتوفی ۱۰۱۴ھ، ۱۶۰۶ء) کی تصنیف ہے، جو حال ہی میں کراچی سے دو ضخیم جلدوں میں شائع ہوگئی ہے۔ اس شرح کی خصوصیت یہ ہے کہ ملا علی قاری نے اثبات مسائل میں اس کا بڑا اہتمام فرمایا ہے کہ حتی الوسع احادیث پاک سے پیش فرمائے جائیں۔

فتاویٰ تاتارخانیہ:

امیر تاتارخان دہلوی، فیروز شاہ تغلق کے دور حکومت میں ایک اہم رکن سلطنت تھے۔ وہ بڑے عالم فاضل اور تفسیر، حدیث، فقہ اور اصول میں بڑا امتیاز مقام رکھتے تھے، نیز بڑے اونچے اخلاق وکردار کے حامل تھے۔ شریعت مطہرہ کے سخت پابند، امراء وحکام کا شدید محاسبہ کرنے والے تھے۔ ان کی صحبت میں ہمیشہ علماء وفضلا کا مجمع رہتا اور وہ اس پاکباز طبقہ کا بہت احترام فرماتے تھے۔ انہوں نے اپنے دور کے ایک بہت بڑے علوم عربیہ اور فقہ واصول کے عالم شیخ فرید الدین عالم بن علاء اندرپتی (المتوفی ۷۸۶ھ، ۱۳۸۴ء) کو حکم دیا کہ فقہ حنفی کی ایک جامع کتاب مرتب کریں اور اختلافی مسئلہ میں تمام اقوال مختلفہ نقل کردیں اور ساتھ ہی اختلاف کرنے والے علماء وفقہاء کی تصریح کردیں۔ چنانچہ امیر تاتارخان کے حکم کے بعد شیخ عالم بن علاء نے ایک بڑی ضخیم کتاب مرتب کردی اور اس کا نام "زاد السفر" اور "زاد المسافر فی الفروع" رکھا گیا۔ لیکن چونکہ اس کی ترتیب وتسوید امیر تاتارخان دہلوی کے حکم سے ہوئی تھی، اس لئے اس کی زیادہ

(جاری ہے)